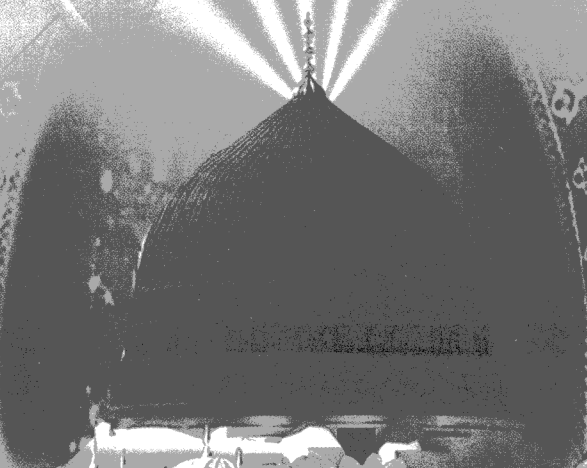




علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت



مفتی محمد تصدق حسین
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بزم رضا

جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامروہ کینٹ اٹک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت

از

مفتی محمد تصدق حسین

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناظم تعلیمات جامعہ مرکز الاسلامی والٹن لاہور

0300-4109731

زیر اہتمام

جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ، اٹک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت
مصنف	:	مفتی محمد تصدق حسین
نظر ثانی	:	مولانا محمد فرمان علی، مولانا اقبال احمد
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد حنیف، مولانا طاہر صادق
تعداد	:	1100
مطبع	:	لاہور
قیمت	:	70 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ
- ☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن، کامرہ کینٹ، انک
- ☆ گنج بخش کتب مارکیٹ نزد دربار داتا صاحب لاہور

فہرست کتاب

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
5	انتساب	-01
6	احد اہد	-02
7	اظہار خیال	-03
10	علم رسالت	-04
15	قرآن حکیم اور علم مصطفیٰ	-05
18	علوم خمسہ کی بحث	-06
19	بارش آنے کی خبر	-07
20	مانی الارحام کا علم	-08
21	کل کیا ہوگا	-09
23	کون کہاں مرے گا	-10
25	قیامت کا علم	-11
28	خصائص رسالت	-12
29	حضور رحمۃ للعالمین ہیں	-13
31	حضور متقن ہیں	-14
32	حضور برہان حق ہیں	-15
33	حضور خاتم النبیین ہیں	-16
34	ختم نبوت ایک نعمت ہے	-17
35	ختم نبوت کا ثبوت	-

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
-19	پہلی آیت کریمہ	35
-20	قادیانی تحریف	36
-21	دوسری آیت کریمہ	37
-22	تیسری آیت کریمہ	38
-23	چوتھی آیت کریمہ	39
-24	پانچویں آیت کریمہ	41
-25	ایک شبہ کا ازالہ	43
-26	فتم نبوت رحمت ہے	44
-27	چھٹی آیت کریمہ	46
-28	تفسیر القرآن بالحدیث	47
-29	لفظ خاتم کا معنی	49
-30	علمائے امت	50
-31	قادیانی چال	55
-32	دوسرا دوار	56
-33	اجرائے نبوت کے قادیانی دلائل کا تجزیہ	57
-34	پہلا استدلال	57
-35	دوسرا استدلال	58
-36	تیسرا استدلال	59
-37	چوتھا استدلال	61

انتساب

زبدۃ الکاملین، قدوة السالکین، شمس العارفین
زهد الانبیاء، فخر العلماء، سند الاتقیاء

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود

المعروف حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

اسلام اور تصوف کیلئے آپ کی گراں قدر

خدمات سے زمانہ مستفید ہو رہا ہے

محمد تھدق حسین

اهداء

فاتح قادیانیت، شیخ طریقت، حامی شریعت
سرتاج العلماء، شمس الفقهاء، فخر اولیاء
حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
کے نام

تحفظ ختم نبوت کیلئے آپ کی جدوجہد کے
انمٹ نقوش تاریخ عالم پر ثبت ہیں

محمد تصدق حسین

اظہارِ خیال

فاضلِ جلیل حضرت علامہ حافظ محمد حامد رضا رضوی

مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن انک
اللہ رب العزت نے انسانیت کی اصلاح کیلئے اپنے برگزیدہ انبیاء و رسل کو
مبعوث فرمایا جنہوں نے انسانوں کے مقصد حیات کو واضح فرمایا۔ حضور سید کائنات ﷺ
خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ پر دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور یہی دین قیامت تک کیلئے راہ ہدایت
قرار پایا۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے علماء حق نے بہت محنت کی۔ اغیار کی
سازشوں، لادینیت کے طوفانوں، بے راہ رودی کی آندھیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر دور
میں پرچم اسلام کو بلند رکھا۔

تبلیغ دین کے مقدس مشن کو جاری رکھنے کیلئے کامرہ انک کی سر زمین پر جامعہ محمدیہ
غوثیہ فیض القرآن قائم کیا گیا۔ جامعہ ہذا سے اب تک سینکڑوں حفاظ اور بیسیوں علماء علوم
دینیہ کی تکمیل کر کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے
ہیں۔

گزشتہ برس حضرت علامہ فرمان علی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جامعہ میں
تدریس کیلئے تشریف لائے، علمی و روحانی خانوادے سے تعلق کی بنا پر مولانا موصوف کی
شخصیت میں محنت، لگن، تحقیق و تدوین اور خلوص و محبت ایسی صفات نمایاں ہیں۔ مولانا
فرمان علی کی خواہش پر باہم مشاورت سے ہم نے جامعہ محمدیہ غوثیہ کے طلباء کی تنظیم
”بزم رضا“ کے تحت دینی و علمی لٹریچر کے نشر و اشاعت کا آغاز کیا۔ اس سلسلہ میں ہم مولانا
موصوف کے برادر اکبر محقق اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین رضوی کا مقالہ

”علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت“ شائع کر رہے ہیں۔ اس مقالہ میں فاضل مصنف نے مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت اور علوم نبوت پر مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی۔

نشر و اشاعت کے حوالے سے جامعہ ہذا کا یہ پہلا کام ہے آئندہ بھی مختلف موضوعات پر کام کا ارادہ ہے تاکہ تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف کے ذریعے بھی امت مسلمہ تک دین کا پیغام پہنچایا جاسکے اور جہاں تک ممکن ہو افراد معاشرہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی جائے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے جامعہ کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اس کے منتظمین و معاونین اور اساتذہ و طلباء کو خدمت دین کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

حافظ محمد حامد رضا رضوی

بانی و مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ، انک

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
و على آله الطيبين الطاهرين واصحابه الهادين المهديين اما بعد

اللہ تعالیٰ ﷻ نے نوع انسان کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے سے فرمائی
لیکن جغرافیائی حدود کے اختلاف، رنگ و نسل کے امتیازات اور خاندان کی تفریق نے اولاد
آدم میں افتراق و انتشار پیدا کر دیا۔ ان حالات کو اتحاد و یگانگت اور محبت و مودت میں
تبدیل کرنے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کی سعی و کوشش بہت اہمیت کی حامل ہے بالخصوص حضور
سرور کائنات ﷺ نے ملت اسلامیہ کو مقام و مکان کی حدود سے آزادی عطا فرمائی اور اسلام
کو سطح ارض کے کسی حصہ سے وابستہ نہ رکھا بلکہ کلمہ توحید کو اس کی بنیاد قرار دے کر ایک ملت کی
تعمیر کی اور ملت اسلامیہ کو اعلیٰ ترین مقصد حیات عطا فرما کر حیات جاوید اور بقائے دوام عطا
فرمایا۔

سید عالم ﷺ کی ذات گرامی رحمت کی گھٹا تھی جو خشک آسمانوں پر پھیل گئی اور
انسانیت کے پتے صحرا پر برس کر اسے گل و گلزار بنا دیا۔ آپ نور کے ماہتاب تھے جس کی
روشن کرنوں نے دنیا کی سیاہی اور ظلمت کو ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا۔ آپ کی تعلیم روشنی
کا وہ مینار تھی جو طوفان خیز موجوں اور تاریک فضاؤں میں بلند ہو کر انسانیت کیلئے نشان راہ
بن گئی۔ آپ کے ہی فیض کا اثر تھا کہ صحرائے عرب کے ریگزاروں کے گمنام بایسویں نے
قلیل عرصہ میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم میں اسلام کا پرچم بلند کیا۔

بادشاہوں کی عظمت دلوں کی سلطنت پر کبھی حکومت نہ کر سکی، سپہ سالاروں کی
تکوار انسانی ادھام کی زنجیریں نہ کاٹ سکی، فلسفیوں کے پیچ و تاب حسن عمل کا کوئی نمونہ پیش نہ
کر سکے، یونانی حکمت بھی اطمینان قلب کا کوئی علاج تجویز نہ کر سکی، مفسنین کے افکار بھی
نور انسانی، کلمہ کبر، مستحق، انعام و نعمہ، سکندر، نور کا ارتقا، بھی معاشرے کی

آہوں اور سسکیوں میں کمی نہ لاسکی، سائنس و ٹیکنالوجی کی تمام مشینیں انسانیت کا غم کا نور کرنے میں ناکام رہیں۔ امن و آشتی، راحت و سکون اور اطمینان قلب کیلئے ہمیشہ دنیا کو امام الانبیاء کی تعلیمات ہی کام آئیں۔

دنیا کے ہر دیا مند اور مورخ نے آپ کے بلند مقام کا اعتراف کیا، ہر سلیم الفطرت نے آپ کی رفعت کو تسلیم کیا۔ فی الحقیقت آپ کا مقام ہر مقام سے آگے ہے، دنیا کی تمام برگزیدہ ہستیوں میں اعلیٰ ترین مقام حضور خاتم النبیین ﷺ کو حاصل ہے۔ آپ کا نقش قدم کاروان حیات کیلئے چراغ راہ ہے۔ تمام اقوام اور عالمین کیلئے آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے آپ کا نور رنگ و نسل، زبان، جغرافیہ، قوم، قبیلہ اور خاندان کی ہر حد کو توڑ کر دنیا کے ہر گوشے میں یکساں طور پر چمک رہا ہے۔ آپ کے نور علم اور نور نبوت کے بعد دنیا کو کسی نئے علم اور کسی نئے نبی کی قطعی ضرورت نہیں، قیامت تک آنے والے انسانوں کیلئے آپ کا متعین کردہ صراط مستقیم ہی کافی ہے۔

علم رسالت

نبی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہوتا ہے، کائنات کے اسرار و رموز سے واقفیت رکھتا ہے۔ افراد امت کے افعال پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علوم و کمالات سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ پر نبوت کی تکمیل فرمائی اور دیگر کمالات عدیدہ سے نوازا، اسی طرح خالق کائنات نے اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب کریم کو علم ماسکان و مایکون عطا فرمایا اور ایسی کوئی شے نہیں جس پر حضور سید عالم ﷺ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو۔ حضور سید عالم ﷺ کی یہ وسعت علمی عطیہ خداوندی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم پر آیات قرآنیہ شاہد، عادل ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ ﴿البقرة: 31﴾
اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء) کے نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ
پر پیش کیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے کائنات کی تمام اشیاء کا علم، زبانیں، چیزوں کا نفع و ضرر اور آلات کا استعمال، حضرت
آدم علیہ السلام کو سکھادیئے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں
ان المراد اسماء كل ما خلق الله من اجناس المحدثات من جميع
اللغات المختلفة التي يتكلم بها ولد آدم اليوم من العربية
والفارسية والرومية وغيرها ﴿تفسير كبير جلد 1 صفحہ 398﴾
اور مراد اللہ کی مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں، جو مختلف
زبانوں میں ہونگے، جنہیں اولاد آدم عربی، فارسی اور رومی وغیرہ میں آج تک
بول رہی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ اپنے انداز میں تفسیر بیان کرتے ہیں۔
وعلمه احوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدينية و علمه
اسماء الملائكة واسماء فريضة كلهم واسماء الحيوانات والجمادات
وصنعة كل شي واسماء الحدين والقرى واسماء الطير والشجر وما
يكون و كل نسمة يخلقها الله يوم القيامة واسماء المطعومات
والمشروبات وكل نعيم في الجنة واسماء كل شي

﴿روح البيان جلد 1 صفحہ 100﴾

حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے احوال اور ان کا دینی و دنیاوی نفع سکھایا اور انہیں ملائکہ، اپنی اولاد، حیوانات اور جمادات کے نام بتائے، ہر چیز کا بنانا، تمام شہروں اور دیہاتوں کے نام، پرندوں اور درختوں کے نام بتائے، جو کچھ ہوگا اور قیامت تک پیدا ہونے والی ہر چیز کا نام بتایا کھانے پینے کی چیزوں اور جنت کی بلکہ ہر چیز کے نام بتادیئے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ

﴿الانعام : 75﴾

اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علم کو بیان فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کی اشیاء دکھا دیں۔ یعنی تحت الثریٰ سے لیکر عرش عظیم تک ہر حقیقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دکھا دی۔ اس لیے کہ صفت صانع کے وجود پر دلیل ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی سلطنت دکھا کر حق الیقین کے مرتبے پر فائز کر دیا گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اخرج سعيد بن منصور و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن السدي عن قوله وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض قال قام على صخرة ففرجت له السموات السبع حتى نظر الى العرش والى منزله من الجنة ثم فرجت له الارضون السبع حتى نظر الى الصخرة التي عليها الارضون ﴿تفسير در منشور جلد 3 صفحہ 273﴾

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ آپ ایک چٹان پر کھڑے ہوئے اور آپ کے لیے سات آسمان منکشف کر دیئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش کی طرف اور جنت میں اپنا مقام مشاہدہ فرمایا، پھر آپ کیلئے سات زمیں ظاہر کی گئیں یہاں تک کہ آپ نے اس چٹان کو دیکھ لیا جس پر زمینیں ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ البقرة : 143

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ

اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیں بارگاہ الہی میں عرض کریں گی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے امت محمدیہ گواہی دے گی۔ اس پر بھی پہلی امتیں اعتراض کریں گی تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی گواہی کی تصدیق فرمائیں گے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

و معنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدينه و حقيقته التى هو عليها من دينه و حجابہ الذى هو به محبوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم و حقيقة ايمانهم و اعمالهم و حسناتهم و سيئاتهم و اخلاصهم و نفاقهم و غير ذلك بنور الحق

﴿روح البيان جلد 1 صفحہ 248﴾

حضور ﷺ کی مسلمانوں پر گواہی دینے کا معنی یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ ہر دین دار کے دینی مقام اور حقیقت پر مطلع ہیں اور کمال دین کیلئے جو حجاب ہیں ان پر

بھی آپ کو اطلاع ہے۔ پس حضور ﷺ مسلمانوں کے گناہوں، ان کے ایمان کی حقیقت، ان کے اچھے اور برے اعمال اور ان کے اخلاص و نفاق وغیرہ کو نور حق سے پہچانتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿النساء : 113﴾

اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت کریمہ میں حضور سید عالم ﷺ کے علم پاک کو بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو کتاب و حکمت کے اسرار و رموز اور کائنات کے تمام علوم عطا فرمائے۔ کیونکہ عربی زبان میں کلمہ ما مفید عموم بھی ہوتا ہے۔ کائنات کے علوم اور اسرار و رموز سے واقفیت دینا اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم ﷺ پر خاص فضل و کرم ہے۔ علامہ عبد اللہ النبی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

(وعلّمك ما لم تكن تعلم) من امور الدين والشرائع او من غفريات الامور وضمان القلوب ﴿تفسير مدارك جلد 1 صفحہ 395﴾
وعلّمك ما لم تكن تعلم یعنی امور دین اور شریعت کے امور سکھائے یا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔

امام فخر الدین رازی مدظلہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں

انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واطفقت
علي حقائقها ﴿تفسير كبير جلد 3 صفحہ 217﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو ان کے رازوں پر مطلع فرمایا اور ان کے حقائق پر واقفیت دی۔

علامہ علاؤ الدین خازن رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

(وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ) یعنی من احكام الشرع وامور الدين و قبل علمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم وقيل معناه و علمك من غفيات الامور و اطلعك على ضمائر القلوب و علمك من احوال المنافقين و كيدهم ﴿تفسير خازن جلد 1 صفحہ 426﴾
یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا کہ آپ کو علم غیب میں وہ باتیں سکھائی گئیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتادیئے۔

قرآن حکیم اور علم مصطفیٰ ﷺ

قرآن حکیم کی متعدد آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن پاک میں کائنات کے اسرار و رموز، مخفی خزانے اور ہر شے کا بیان موجود ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک عطا فرمایا، آپ کے قلب اطہر پر ہی قرآن نازل کیا گیا، لہذا ثابت ہوا کہ جملہ علوم رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہیں ۱ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ وَكُنْهُ مُسْتَقَرٌّ
اور ہر چھوٹی بڑی چیز ٹھہری ہے۔ ﴿القمر : 53﴾

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ ﴿نحل : 89﴾

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ

مُبِينٍ ﴿الانعام : 59﴾

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن

کتاب میں نہ لکھا ہو۔

ان آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن حکیم تمام علوم کا مجموعہ ہے اور حضور سرور عالم ﷺ صاحب قرآن ہیں لہذا آپ تمام علوم کا سرچشمہ ہیں۔ جس طرح قرآن حکیم میں متعدد آیات رسول اللہ ﷺ کے علم مبارک پر دلالت کرتی ہیں؟ اسی طرح احادیث پاک میں بھی رسول اللہ ﷺ کے علم پاک کا بیان موجود ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

قام فينا النبي ﷺ مقاماً فاعبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل

الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من

نسبه ﴿بخاری کتاب بدء الخلق جلد 1 صفحہ 453﴾

نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے تو ابتداء آفرینش سے

لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل

ہونے کی خبر دی، اسے جس نے یاد رکھا، سویا درکھا، جو بھول گیا سو بھول گیا۔

حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

صلیٰ بنا رسول اللہ ﷺ الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت

الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم

نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فاخبرنا بما

كان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا

﴿مسلم شریف کتاب الفتن جلد 2 صفحہ 390﴾

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آگئی، آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر رونق افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا، حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا، آپ نے منبر سے اتر کر عصر پڑھائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک سورج غروب ہو گیا۔ پس آپ نے ہمیں وہ تمام چیزیں بتا دیں جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں (ماکان وما یکون کی خبریں دیں) تو جو ہم میں سے زیادہ حافظ رکھتا تھا وہ زیادہ عالم تھا۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں

فيه دلالة على انه اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها وفي ايراد ذلك كله في مجلس واحد امر عظيم من خوارق العادة ﴿عمدة القاری جلد 15 صفحہ 151﴾ یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرمادیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادیا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قال رسول الله ﷺ رأيت ربي عز وجل في احسن صورة قال فيم تختصم الملاء الاعلى قلت انت اعلم قال فوضع كفاه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والارض

﴿مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 69﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا

رب نے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی
اے رب تو ہی جانے تو رب نے اپنا دست قدرت (جیسا اس کی شان کے لائق
ہے) میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے
سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔
حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
هو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به ﴿مرفقات جلد 2 صفحہ 400﴾
یہ حدیث حضور سید عالم ﷺ کے وسعت علم کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو
تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کو ابتداءً آفرینش سے لے کر جنت
اور دوزخ میں جانے تک کے تمام حالات کی خبر ہے خواہ وہ مبداء سے متعلق ہوں یا معاش و
معاد سے۔ زمین و آسمان کی اشیاء کا علم بھی رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اسی کو علم
ماکان و مایکون کہتے ہیں، اور علماء حق دین کا بھی یہی نظریہ اور فکر ہے۔

علوم خمسہ کی بحث

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ الْفَيْتُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿لقمان : 34﴾

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں
کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی
کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے۔

بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل امین نے وقوع قیامت کے بارے میں سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ علوم خمسہ عطا فرمائے یا نہیں۔ قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جسے چاہا یہ علوم عطا فرمائے۔

بارش آنے کی خبر

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ ذَآبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ لِي سُنْبِيلًا إِلَّا
قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا
قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَحْصِنُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ
فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُعْصِرُونَ ﴿يوسف : 47-49﴾

(حضرت یوسف علیہ السلام نے) فرمایا تم کھیتی کرو گے سات برس لگا تار تو جو کاٹو
اسے اس کی بالی میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھا لو پھر اس کے بعد سات کڑے
برس آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کیلئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا
جو بچا لو پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینہ دیا جائے گا اور
اس میں رس نچڑیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے سات برس قحط سالی کی خبر دی کہ سات سال قحط رہے گا
پھر آپ نے بارش آنے کی خبر بھی دے دی کہ اس کے بعد ایک سال بارش ہوگی اور مصر میں
خوشحالی آئے گی۔ تو یہ صرف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ علم
عطا فرمایا تھا۔

مافی الارحام کا علم

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۚ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا

﴿نوح: 26-27﴾

اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر

حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا سے نہ صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ انہیں کافروں کی اولاد کا علم تھا، بلکہ ان کے اعمال سے بھی واقفیت تھی کہ وہ دنیا میں آکر شر اور فساد پھیلائیں گے۔ تب ہی تو ان کے غرق ہونے کی دعا کی۔ یہ سارا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو عطا فرمایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں:

قال ان الله تبارك و تعالى و كل بالرحم ملكا يقول يا رب نطفة يا رب علقه يا رب مضغه فانما اراد الله ان يقضي خلقه قال اذكر ام انثى شعى ام سعيد فما الرزق وما الاجل قال فيكتب في بطن امه

﴿بخاری جلد 1 صفحہ 46 کتاب الحيض﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو کہتا ہے اے رب رحم میں نطفہ آگیا، اے پروردگار یہ جما ہوا خون ہو گیا، اے رب یہ گوشت کا ٹوٹھرا بن گیا۔ جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرمالتا ہے کہ اس کی تخلیق مکمل فرمادے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے مرد کہ عورت، بد بخت یا نیک بخت، کتنی روزی ہو، کتنی عمر ہو فرمایا سب کچھ ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

غور کیجیے کہ بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی شقاوت و سعادت، اس دنیا میں اس کے رہنے کا عرصہ، اس کی روزی، اس کا مرد یا عورت ہونا۔ فرشتے کو یہ سب علم ہے اور اسے ہی علم مافی الارحام کہتے ہیں۔ جب فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے سارا علم عطا کر دیا تو وہ رب اپنے محبوب کو یہ علم کیوں نہیں عطا کر سکتا؟

حضرت ام الفضل بنت حارث رحمہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے آج رات ایک خوفناک خواب دیکھا آپ نے فرمایا وہ کیا؟ تو انہوں نے اپنا خواب بیان کیا۔

فقال رسول اللہ ﷺ: رایت عھرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یكون

فی حجرک فولد فاطمة الحسن فکان حجری

﴿مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 572﴾

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ رحمہا کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں پرورش پائے گا پس حضرت سیدہ فاطمہ رحمہا کے گھر حضرت حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ سرکار کے فرمان کے مطابق میری گود میں رہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ام الفضل کو یہ خبر دی کہ حضرت فاطمہ رحمہا کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ علم مافی الارحام ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ علوم عطا فرمائے۔
کل کیا ہوگا؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں خواب بیان کیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا:

قَالَ لَنْ نَبْنِيَّ لَا تَقْصُصْهُ، وَنُؤَيِّنَاكَ عَلَيْهِ، اخُوتُكَ يَكِيدُونَ لَكَ كَيْدًا إِنَّ

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ
مِنْ تَابُوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَرَبُّكَ نِعْمَتُهُ ﴿يوسف : 5-6﴾

اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی
چال چلیں گے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا
رب جن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری
کرے گا۔

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ چال چلنا، خوابوں کی تعبیر کا علم اور حضرت
یوسف علیہ السلام کو نبوت کا ملنا یہ سب آنے والے وقت کی باتیں ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
ان کے وقوع سے پہلے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے
حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، انہوں نے سوچا کہ
رسول اللہ ﷺ جہاد کیلئے تشریف لے گئے اور میں پیچھے رہ جاؤں، چنانچہ وہ نکلے نبی کریم
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، جب فتح کے دن کی رات آئی

قال رسول الله ﷺ لا عظمين الراية اولياخذن بالراية غدا رجل
يحببه الله ورسوله او قال يحب الله ورسوله يفتح الله عليه فاذا نحن
بعلی ومانرجوه فقالوا هذا علی فاعطاه رسول الله ﷺ الراية ففتح
الله عليه ﴿مسلم جلد 2 صفحہ 279﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل ہم یہ جھنڈا عطا کریں گے یا فرمایا وہ شخص جھنڈا پکڑے
گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب ہے یا فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے فتح عطا فرمائے گا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی تشریف فرما ہیں، ہمیں ان کے آنے کی توقع نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہنم عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (بدر کے دن) رسول اللہ ﷺ نے کفار کی ہلاکت کی خبر دی۔

فقال رسول اللہ ﷺ هذا مصرع فلان و يضع يده على الارض ههنا و ههنا قال فما ماط احدهم عن موضع يد رسول اللہ ﷺ

﴿مسلم جلد 2 صفحہ 102﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فلاں کے ہلاک ہونے کی جگہ ہے، زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس جگہ اور اس جگہ۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ دست پاک رکھا تھا کوئی مشرک بھی اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں گرا۔

رسول کریم ﷺ نے آنے والے وقت میں ہونے والے کاموں کی جس طرح خبر دی وہ اسی طرح واقع ہوئے۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور نبوت سے جانتے تھے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

کون کہاں مرے گا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ انہیں ہدایات دیتے ہوئے ان کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ جب آپ ہدایات دے چکے تو فرمایا

عسى ان لا تلقاني بعد عامي هذا لعلك ان تمر بمسجدي وقبري

﴿مسند امام احمد جلد 7 صفحہ 359﴾

اس سال کے بعد تم ہم سے ملاقات نہ کر سکو گے۔ اور اب تم ہماری مسجد اور ہمارے روضہ اقدس سے گزر دو گے۔

اس حدیث پاک میں تصریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنے وصال کی خبر دی اور اس کے ساتھ مقام وفات کی بھی تصریح فرمادی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر انصار کو فرمایا

هاجرت الى الله والهكم والمحييا محياكم والممات مماتكم

﴿مسلم جلد 2 صفحہ 103﴾

میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، میری زندگی اور وفات تمہارے ساتھ ہے۔

اس حدیث میں بھی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو یہ علم عطا کر دیا تھا کہ آپ کی قبر انور مدینہ منورہ میں ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

لا احیی الا عندکم ولا اموت الا عندکم وهذا ایضا من المعجزات

﴿شرح مسلم جلد 2 صفحہ 103﴾

ہم تمہارے پاس ہی زندگی گزاریں گے اور تمہارے پاس ہی اس دنیا سے رخصت ہوں گے، یہ بھی معجزات میں سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

صعد النبی ﷺ احدًا و معہ ابو بکر و عمر و عثمان فرجف بہم

فضر بہ برجلہ فقال اثبت احد فمأ علیک الانبی و صدیق و شہیدان

﴿بخاری جلد 1 صفحہ 521﴾

(ایک دن) نبی کریم ﷺ کوہ احد پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے پہاڑ کو جد آیا تو آپ ﷺ نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: احد ٹھہر جا: تیرے اوپر نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر ارضی موت کا علم عطا فرمایا، بلکہ جس کو جیسے موت آتی تھی نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر بھی دے دی۔

قیامت کا علم

حضور نبی کریم ﷺ سے جب حضرت جبریل نے اس بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ما المسئول عنها با علم من السائل

قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح لکھتے ہیں

مشعرة بوقوع الاشتراك في العلم والتعنى توجه الى الزيادة فيلزم ان يكون معناه انهما متساويان في العلم به

﴿عمدة القاری جلد 1 صفحہ 455﴾

اس سے علم میں اشتراک ثابت ہو رہا ہے اور نفی زیادت کی طرف متوجہ ہے، لازم ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ دونوں اس کو جاننے میں برابر ہوں کہ قیامت کب آئے گی۔

مراد یہ ہے کہ یہاں نفی اسم تفصیل پر داخل ہوئی، بالکل یہ مشتق عنہ کی نفی نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں جتنا علم آپ کو ہے اتنا علم مجھے بھی ہے۔ اس سے قیامت کے علم کی نفی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یہ ثبوت ہے کہ قیامت کے علم میں ہم برابر ہیں۔

اس کی مضبوط دلیل حضرت ابو فرودہ کی روایت ہے۔

فَنَكَسَ فَلَمْ يَجِبْهُ ثُمَّ اعَادَ فَلَمْ يَجِبْهُ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ مَا الْمَسْنُولُ عَنْهَا بَا عِلْمٍ مِنَ السَّائِلِ ﴿عمدة القاری جلد 1 صفحہ 442﴾
(اس سوال پر) حضور ﷺ نے سر جھکا لیا کوئی جواب نہیں دیا، پھر سوال ہوا، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا مسنول عنہا سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

حضور ﷺ کو اگر علم نہیں تھا تو آپ بلا توقف فرمادیتے مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر بار بار سوال دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر جب بار بار سوال کیا گیا تب ہی فرمادیتے میں نہیں جانتا۔ یہ کیوں فرمایا مسنول عنہا سائل سے زیادہ نہیں جانتا اس جملہ سے بتانا یہ مقصود تھا کہ جیسے آپ کو بتانے کی اجازت نہیں ویسے ہی مجھے بھی بتانے کی اجازت نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کی علامات تو بتا دیں۔ دجال کا خروج، دابة الارض کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، حضرت مہدی کا ظہور، قیامت جمعہ کے دن آئے گی اور اس کے علاوہ بہت سی دیگر علامات بھی بتا دیں۔ اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ علم عطا فرمایا۔ رہا یہ سوال کہ جب علم تھا تو بتایا کیوں نہیں۔ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے اس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے لوگوں سے مخفی رکھا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

﴿النَّازِعَاتُ: 43﴾

فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا

تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق

فی خمس لا يعلمهن الا الله، اور آیت کریمہ ان الله _____ الی آخرہ میں

علم سے مراد علم ذاتی، واجب، قدیم مراد ہے یعنی ان چیزوں کا علم ذاتی و ازلی واجب قدیم اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ رہ گیا علم عطائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے فضل سے عطا فرمایا۔ حضرت امام صاوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای من حیث ذاتها واما با علامہ اللہ العبد فلا مانع منه کالانبیاء و بعض الاولیاء قال تعالیٰ 'ولا یحیطون بشی من علمہ الا بما شاء وقال تعالیٰ 'عالم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ قال العلماء الحق انه لم یشہر لہم یشہر لہم من الدنیا حتی اطلعه اللہ تعالیٰ علی تلك الخمس ﴿تفسیر صاوی جلد 5 صفحہ 15﴾ یہاں مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو عطا فرمائے اس سے کچھ مانع نہیں جیسے انبیاء و اولیاء۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی پاتے ہیں جتنا وہ چاہتا ہے اور فرمایا عالم الغیب اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ علماء نے فرمایا حق یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو نیا سے تشریف نہیں لے گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع فرمادیا تھا ان علوم خمسہ پر۔

حضرت علامہ ملا احمد حیون رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ولک ان تقول ان علم هذا الخمسة و ان کان لا یملکہ الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من محبہ و اولیائہ بقریۃ قولہ ان اللہ علیم غیبہ علی ان یکون الغیبہ بمعنی المخبر

﴿تفسیرات احمدیہ صفحہ 608﴾

تم کو چاہیے کہ یہ کہو ان علوم خمسہ کا مالک اللہ ہے۔ لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

محبین اولیاء میں سے جسے چاہے بتا دے اس پر قرینہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے اس طرح کہ خمیر بمعنی بھر ہے۔
حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ یا امام قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔
فمن ادعی علم شیء منها غیر مسند الی رسول اللہ ﷺ کان
کاذبا فی دعواه ﴿عمدة القاری جلد 1 صفحہ 450﴾
جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت کے بغیر ان پانچ چیزوں میں سے کسی کے علم
کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضور سید عالم ﷺ کے واسطے اور نسبت کے بغیر ان میں سے
کسی ایک کے علم ہونے کا دعویٰ ہو تو وہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ
ہوا کہ اگر کوئی حضور ﷺ کے واسطے سے اس کا علم بتائے تو وہ سچا۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ
نے حضور سید کائنات ﷺ کو اپنے فضل سے یہ علوم عطا فرمائے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق کیلئے
امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ کی کتب الدولة المکیہ، خالص الاعتقاد اور
فیوضات مکیہ کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔

خصائص رسالت

اللہ تعالیٰ نے جو ہر نفوس انسانہ کو مختلف رکھا ہے، بعض مرتبہ صفا کے انتہائی اعلیٰ مقام اور
طہارت کے غایت درجہ میں ہیں، بعض متوسط اور بعض انتہائی کدورت اور غایت رذالت
کے درجہ میں ہیں۔ ہر قسم میں مراتب اور درجات الگ الگ ہیں۔ مگر انبیاء کرام علیہ السلام تمام
نفوس قدسیہ سب سے بلند، طاہر اور جید ہیں، ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ انسانوں کے
مقابلہ میں سب سے پاکیزہ و طیب اور ہر نقص و عیب سے منزہ ہیں۔ باوجودیکہ انبیاء
کرام... تمام انسانوں سے افضل... مگر انہما کے...
Click For More Books

تفاوت و تقاضی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ ان سب سے اذکی، اکمل، اسلم اور اشرف ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے مابین مشترک ہیں اور کچھ فضائل و کمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ مخصوص فرمایا، ان میں کوئی دوسرا آپ کے ساتھ شریک و سہیم نہیں۔ آپ کے بعض خصائص و فضائل یہ ہیں۔

حضور رحمۃ للعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ مدد رب العالمین یعنی سب جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے اور رزق بھی وہی عطا فرماتا ہے اس نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور واسطہ فیض بنایا۔

اللہ تعالیٰ مدد کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: 107)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے

حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

انه عليه السلام كان رحمة في الدين وفي الدنيا اما في الدين فلا نه عليه السلام بعث والعاس في جاهلية و ضلالة و اهل الكتابين كما لو في حيرة من امر دينهم لطول مكثهم و انقطاع توأثرهم و وقوع الاختلاف في كتبهم فبعث الله تعالى محمدا ﷺ حين لم يكن لطالب الحق سبيل الى الفوز والثواب فدعاهم الى الحق وبين لهم سبيل الثواب، و شرع لهم الاحكام و ميز الحلال من الحرام، و اما في الدنيا فلانهم تخلصوا بسببه من كثير من الذل والقتال والحروب و نصروا ببركة دينه ﴿تفسير كبير جلد 8 صفحہ 193﴾

نبی کریم ﷺ دین اور دنیا دونوں کیلئے رحمت ہیں۔ دین میں اس لیے کہ جب نبی کریم ﷺ کو بھیجا گیا۔ لوگ جہالت و گمراہی میں تھے، اور اہل کتاب اپنے دین کے معاملہ میں رحمت میں تھے، زیادہ زمانہ گزر جانے کی وجہ سے ان کا اپنی کتابوں میں بہت اختلاف تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا محمد ﷺ کو اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب طالب حق کے سامنے نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا، آپ نے لوگوں کو حق کی دعوت دی، فلاح کا راستہ دکھایا، ان کے لیے احکام شرعیہ بیان فرمائے اور حلال حرام میں تمیزی دی۔ اور دنیا میں اس لیے رحمت ہیں کہ آپ کی وجہ سے ان کو ذلت، قتال اور مختلف جنگوں سے نجات ملی اور آپ کے دین کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کوئی ہو جن یا انس مومن ہو یا کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کیلئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسوف و مغن اور استیصال کے عذاب اٹھا دیے گئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ بہ جمع مقیدات، رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ، عینیہ، وجودیہ، شہودیہ، سابقہ و لاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں، یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو

﴿خزائن العرفان صفحہ 429﴾

حضور ﷺ مقنن یعنی قانون ساز ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو حلال اور حرام کرنے کا منصب بھی عطا فرمایا۔ اور حضور سید عالم ﷺ کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ دین اسلام کو ماننے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع کرے اور آپ ﷺ کی حکومت کو تسلیم کرے

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴿الاعراف: 157﴾

(وہ رسول) سہری چیزیں ان کیلئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴿الحشر: 7﴾
جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

ان آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ منصب رسالت کا تقاضہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جس چیز کا تمہیں حکم ارشاد فرمائیں اسے تسلیم کر لو۔ حکم عدولی یا سستی نہ کرو، اور حضور سید عالم ﷺ کیلئے یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو قانون سازی کا اختیار بھی عطا کیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف احکام عطا فرمائے مگر ان کی تفصیل نہ بتائی اسے اپنے رسول پر چھوڑ دیا۔ مثلاً نماز کا حکم ارشاد فرمایا تو ادا کرنے کی صورت نہ بتائی۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی صورت وہی ہوگی جو حضور سید عالم ﷺ نے بیان فرمائی۔ جو حضور سید کائنات ﷺ کے حکم پر قیام و رکوع و سجود نہیں کرے گا قرآن حکیم کے حکم نماز کی تعمیل سے قاصر و باغی سمجھا جائے گا۔

حضرت مقدم بن محمد کرب ﷺ بیان کرتے ہیں

عن رسول اللہ ﷺ انه قال الا اني اوتيت الكتاب ومثله معه الا

يوشك رجل شعبان على اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه الا لا يحل لكم الحمار الاهلي ولا كل ذي ناب من السبع ولا لقطه معاهد الا ان يستغنى عنها صاحبها ﴿ابو داؤد جلد 2 صفحہ 284﴾
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل عطا کی گئی۔ سنو! عنقریب ایک شخص اپنے تخت پر سیر ہو کر بیٹھا ہوگا وہ یہ کہے گا قرآن کو لازم پکڑو۔ اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال قرار دو، اور اس میں جو حرام پاؤ اس کو حرام قرار دو۔ خبردار تمہارے لئے پالتو گدھا حلال نہیں ہے، اور نہ کچلیوں سے شکار کرنے والا درندہ اور نہ راستہ میں پڑی ہوئی ذبی کی چیز سوا اس کے کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو۔

جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے اس منصب کا انکار کریں ان سے جہاد کا حکم ہے
قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﴿التوبة: 29﴾

لڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے

حضور برہان حق ہیں

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اُس کی توحید اور عظمت کی دلیل ہیں۔ آپ کے کمالات و تصرفات، کردار و اخلاق اور آپ کا قول و فعل معرفت حق کی واضح دلیل ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا

﴿النساء: 174﴾

اے لوگو۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

خالق کائنات نے دنیا بھر کے انسانوں کو مخاطب کر کے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر دلالت کرنے والی سب سے بڑی ہستی تمہارے پاس تشریف فرما ہو گئی ہیں اور تمہاری ہدایت کیلئے روشن نور بھی آچکا ہے۔ اب تمہارا کفر میں رہنا سرکشی و بغاوت ہے۔ اپنے مالک حقیقی کی معرفت اور عقیدہ توحید کے سلسلہ میں تمہیں کوئی الجھاؤ نہیں ہونا چاہیے۔ رب کی برہان سے راہنمائی حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو برہان کہنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہی معجزہ ہے۔ اگرچہ خالق کائنات نے رسول معظم ﷺ کو کثیر معجزات عطا فرمائے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

﴿لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونس: 16)

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حضور خاتم النبیین ہیں

جس کے انتظار میں چرخ کہن لیل و نہار کی کروٹیں لے رہا تھا، جس کے شوق دیدار میں سیارگان فلک چشم براہ تھے، جس کے استقبال کیلئے کائنات کی بزم آرائی ہوئی، ماہ و خورشید کی فروغ سامانیاں برپا تھیں، جس کی بارگاہ میں سلامی دینے کیلئے شجر و حجر اور عالم بالا کے نفوس قدسہ بے تاب تھے، پھر وہ وقت آیا کہ صفات الہیہ کے مظہر اتم، مصدرِ وجود و عطا، صاحبِ خلقِ عظیم، والی کونین، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ عالم قدس سے عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے توحید کا غلطہ بلند ہوا، چمنستان سعادت میں بہار آئی، آفتاب ہدایت کی شعاعیں اطراف عالم میں

پھیل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت کو مبعوث فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و راہنمائی کیلئے جو لاریب کتاب آپ کو عطا فرمائی، اس میں انسان کی ظاہری و باطنی بیماریوں کا علاج ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا دائرہ عام ہے، اسی طرح قرآن حکیم بھی تمام جہان والوں کیلئے ہدایت ہے۔ جب ساری کائنات کے جلا و ماویٰ، رہبر و راہنما، شفیق و غمگسار تشریف لے آئے تو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس بات کو بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اب نبوت و رسالت کا دور وازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا ہے۔

ختم نبوت ایک نعمت

حضور خاتم النبیین ﷺ نے صراطِ مستقیم کو متعین فرمایا اور ہماری اخلاقی اقدار کس نہج پر ہوں، ہمارے نظامِ حکومت، نظامِ عبادت، نظامِ سیاست کے متعلق راستے متعین فرمائے۔ جس پہلو پر غور کیا جائے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کی ذات بابرکات پر یونہی نبوت ختم نہیں کی گئی، بلکہ وہ اعلیٰ جوہر بھی ودیعت کر دیئے گئے جن کی بدولت عروجِ انسانیت کے لیے ایک کامل انسان کی راہنمائی کی ضرورت کسی بھی دور میں پیش آ سکتی ہے۔ تاریخ بھی یہ بات کہنے پر مجبور ہے کہ ان کا اسوہ حسنہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ ختم نبوت کے دامن میں بے شمار نعمتیں ہیں، ان میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں کی داستان اطاعت و نافرمانی قرآن نے ہمارے سامنے بیان کی، ہمارا نامہ اعمال کسی دوسری امت کے سامنے پیش نہیں ہوگا، ہماری داستان صرف رحمتِ عالم ﷺ کے سامنے عیاں ہوگی اور آخری امت ہونے کے ناطے ہم ساری مخلوق کے اعمال کے شاہد ہوں گے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ

الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴿البقرہ ۱۴۳﴾

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

ختم نبوت پر دلائل قرآن

جب رحمة للعالمین کی معرفت ایک مکمل ضابطہ حیات آگیا، تکمیل دین کی بشارت بھی مل گئی، کلام اللہ کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا، نبی کریم ﷺ کی تعلیم بھی محفوظ ہو گئی، تو عقل خود کہتی ہے کہ بلاشبہ انسانی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی اہتمام یعنی حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی ہونا چاہیے کہ سلسلہ نبوت ختم ہو، تاکہ نسل انسانی آخری نبی کی پیروی میں جمع ہو کر ملت واحدہ بن جائے۔ قرآن حکیم کو کھولیے تو سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات ہی ختم نبوت کا اعلان کرتی نظر آتی ہیں

پہلی آیت کریمہ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ
يُوقِنُونَ ﴿البقرة : 4﴾

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر اے محبوب جو تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے
اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى
رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ قَبْلُ ﴿النساء : 136﴾

اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر، اور اس کتاب پر جو اپنے
رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔

قرآن حکیم کا یہ اسلوب حضور سید عالم ﷺ کی ختم نبوت پر دلیل ہے۔ قرآن کریم اور
سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان کے ساتھ قیامت پر یقین رکھنے کی شرط سے یہ واضح ہے کہ

آئندہ کسی ایسی وحی کا امکان ہی نہیں جس پر ایمان لایا جائے۔ جب ایک مسلمان کیلئے سابقہ کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے جن کی پیروی بھی نہیں کی جاتی، تو آئندہ بھی اگر وحی نے آنا ہوتا تو قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ ضرور موجود ہوتا، کیونکہ وحی تو نازل ہی اس لیے ہوتی ہے کہ امت مسلمہ اس کی پیروی کرے لہذا اس قرآنی اسلوب نے ختم نبوت کی وضاحت کر دی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قادیانی تحریف

درج بالا آیت کریمہ کے ترجمہ میں مرزا بشیر الدین قادیانی نے تحریف سے کام لیا۔
والذین یؤمنون _____ الخ کا ترجمہ لکھتے ہوئے کہتا ہے
اور جو تجھ پر نازل کیا گیا یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور
آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر (بھی) یقین رکھتے ہیں ﴿تفسیر صغیر صفحہ 5﴾
تمام مفسرین نے ”وہ بالآخرۃ“ کا معنی آخرت یعنی قیامت بیان کیا ہے لیکن مرزا
بشیر الدین قادیانی نے اس میں تحریف کر کے ”آئندہ ہونے والی باتوں“ یہ ترجمہ کیا اس میں
دو قسم ہیں

- ☆ ایک تو یہ تحریف معنوی ہے جو کسی صورت درست نہیں
- ☆ عقلاً بھی یہ ترجمہ غلط ہے اگر یہ ترجمہ مان لیا جائے تو ”اولئک الذین اشترو
الحیوة الدنیا بالآخرۃ“ میں آخرت کا ترجمہ کیا ہوگا۔ حالانکہ خود مرزا بشیر نے بھی یہاں
آخرت سے مراد قیامت لی ہے، کیونکہ اس کے سوا چارہ نہ تھا، یا یہاں ایسی تحریف کی
ضرورت نہ تھی۔ اگر بالفرض مرزا بشیر قادیانی کا یہ ترجمہ مان بھی لیا جائے تو اس ترجمہ کی
رو سے ”آئندہ ہونے والی باتوں“ کی خبر رسول کریم ﷺ سے بہتر کون دے سکتا ہے۔
ارشاد رسول سماعت فرمائیے۔

عن ثوبان قال: قال رسول الله ﷺ سيكون في امتي ثلاثون

كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدى

﴿ترمذی کتاب الفتن جلد 2 صفحہ 45﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس

جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے (سن لو) میں آخری

نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

کم از کم اب تو قادیانیوں کو کچھ شرم آنی چاہیے کہ انہی کے ترجمے کے مطابق مرزا
کذاب ہے۔ لہذا قادیانیوں میں اگر کوئی عقل مند ہے، تو وہ فوراً قادیانیت سے توبہ کر کے
دامن رحمت عالم ﷺ میں آجائے۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَ ثَمَرًا

﴿النساء : 115﴾

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور
مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے
دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

یہ آیت کریمہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں
حضور سید عالم ﷺ کی مخالفت پر عذاب جہنم کی وعید شدید ہے اور مسلمانوں سے الگ ہو کر

اب اگر کسی دوسرے نبی کے آنے کو درست قرار دیا جائے تو ظاہر ہے وہ مومنین کے راستہ پر نہیں چلے گا۔ کیونکہ نبی قوم کی پیروی کرنے کیلئے نہیں آتا بلکہ وہ قوم کی راہنمائی کرتے ہوئے انہیں اپنی اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ظاہر ہے اگر حضور ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری رہنے کو تسلیم کر لیا جائے تو نیا نبی لوگوں کو اپنے راستے پر چلائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مومنین سے الگ ہو کر کوئی دوسری راہ اختیار کرے وہ جہنمی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔ اس مفہوم کو اس حدیث پاک سے سمجھئے۔

عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة

قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي

﴿ترمذی ابواب الروایا جلد 2 صفحہ 51﴾

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی، میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ ہی کوئی نبی۔ اس حدیث پاک سے آیت کریمہ کی مزید تشریح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ مسلمانوں سے الگ راستہ ہے، جس کا انجام جہنم ہے۔

تیسری آیت کریمہ

﴿موسلات : 50﴾

فَبَاقِيَ حَدِيثِ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ

پھر اس کے بعد کوئی بات پر ایمان لائیں گے

اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے کہ اب دین ہدایت مکمل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے پیغام توحید کی لذت سے قلوب و اذان کو آشنا فرمادیا۔ اب اور کسی ہدایت کی ضرورت باقی رہ گئی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے اب کوئی نئی ہدایت ایمان لانے کیلئے نہیں

رہتی دنیا تک مسلمانوں کو راہنمائی فراہم کرے گا۔ ختم نبوت کے مفہوم کو یوں بھی بیان کیا۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿آل عمران 104﴾

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا
حکم دیں اور بری بات سے منع کریں۔

قرآن حکیم امت مسلمہ کو درس دے رہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے
ضرور ایک جماعت ہونی چاہیے، اب نئے نبی اصلاح امت کیلئے نہیں آئیں گے۔ اب یہ
بوجہ اس امت کے اہل افراد کے سپرد ہے۔ جہاں رب کائنات نے قرآن حکیم کی حفاظت کا
ذمہ اٹھایا وہیں یہ بشارت دے دی کہ امت کی اصلاح کیلئے اہل افراد پیدا ہوتے رہیں
گے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایسے افراد ہر دور میں ہوئے، جنہوں نے اصلاح امت
اور حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دیا۔

چوتھی آیت کریمہ

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً الَّذِي لَهُ مُلْكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿الاعراف: 158﴾

تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین
کی بادشاہی اسی کو ہے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِن هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

﴿الانعام: 90﴾

تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے
جہان کو۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ﴿السبَاء: 28﴾
اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔

ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی عمومیت کا بیان ہے، آپ ﷺ سب کے لئے رسول بن کر تشریف لائے۔ اس کائنات میں جب تک نسل انسانی کا ایک فرد بھی باقی ہے اس کا تعلق کسی رنگ، زبان، نسل، علاقہ اور قوم سے ہو، حضور نبی کریم ﷺ اس کے لئے نبی اور رسول ہیں۔ اس کائنات کے سارے افراد نبوت و رسالت مصطفیٰ ﷺ کے دائرے میں داخل ہیں۔ امام رازی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

هذه الآية تدل على ان محمدا عليه الصلوة والسلام مبعوث الى

جميع الخلق ﴿تفسير كبير جلد 5 صفحہ 383﴾

یہ اس پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ تمام مخلوق کی طرف بحیثیت رسول مبعوث ہوئے۔

آپ کی نبوت ساری مخلوق کیلئے ہے، آپ منع فیوض و برکات ہیں، ہر چیز اپنی نوعیت کے اعتبار سے آپ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کے پیامبر ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دے کر اس فریضہ کو امت میں منتقل کیا، آپ بشیر و نذیر ہیں، امت کو علوم ظاہری و باطنی بھی عطا فرمائے اور فرائض نبوت ادا کرتے ہوئے آپ نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت کر کے اسے تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ مخلوق بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ہدایت پا رہی ہے، انہیں چشمہ علم مصطفیٰ سے روح کی بالیدگی کا سامان میسر ہے، وہ اپنے سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، سماجی مسائل میں اسوۂ رسول ﷺ سے راہنمائی حاصل کر رہے ہیں، امت کا ہر طبقہ اور ہر فرد اپنی ضرورت اور استطاعت کے مطابق بارگاہ نبوت سے

فیض یاب ہو رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا، اب کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔

ان آیات کے عموم میں اس بات کی وضاحت بھی ہو رہی ہے کہ نبوت میں کوئی ایسی تقسیم بھی نہیں کہ ایک نبوت کو کامل کہا جائے اور دوسری کو ناقص، ایک نبوت تامہ ہو اور دوسری نبوت جزوی، ایک نبوت حقیقی ہو اور دوسری نبوت ظلی و بردوزی۔ کسی بھی نبی کی نبوت کو اس طرح تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تصور مرزا کذاب کا خود ساختہ ہے۔ اس کا مقصد اپنے کفر پر اسلام کا لیل لگا کر اور اپنی ضلالت و گمراہی پر پردہ ڈال کر ملت اسلامیہ کے سادہ دل افراد کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ مرزا کذاب کا ظلی و بردوزی کی تقسیم محض ایک افسانہ ہے۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں آیت کریمہ

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ
الْإِسْلَامَ دِينًا ﴿المائدة : 3﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔

اس آیت کریمہ میں دین اسلام کی اکملت کو بیان کیا گیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا مقصد لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانا ہوتا ہے، دین ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات انسانیت کو عطا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے سارا دین انسانیت تک پہنچ گیا، لہذا اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی پیغام انسانیت کے نام باقی رہ گیا تھا، جواب بھیجا گیا ہے تو پھر دین کی

تعمیل کا کیا معنی ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کا پیغام قرآن حکیم کی صورت میں مکمل ہو گیا، احکام و ہدایت دین اسلام کی صورت میں تعمیل کو پہنچ گئی تو اب کسی نئے نبی کے آنے کا کیا جواز ہے؟ ثابت ہوا کہ جو شخص اس طرح کا دعویٰ کرے وہ قرآنی افکار کا منکر ہے اور کذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمانے کے بعد بعثت انبیاء کے نظام کو ختم کر کے خلافت محمدی کا ہمہ گیر نظام عطا فرمادیا جو تا قیامت جاری رہے گا، جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تعمیل دین کی بشارت دے دی تو قیامت تک دین، اسلام ہی رہے گا کسی نئے دین کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

هذا اكبر نعم الله تعالى على هذه الامة حيث اكمل تعالى لهم دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبي غير نبينهم صلوات الله وسلامه عليه ولهذا جعله الله تعالى خاتم الانبياء و بعثه الى الانس والجن فلا حلال الا ما احله ولا حرام الا ما حرمه ولا دين الا ما شرعه و كل شيء اخبر به فهو حق و صدق لا كذب فيه ولا خلف ﴿تفسير ابن كثير جلد 2 صفحہ 14﴾
اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے ان کیلئے ان کا دین مکمل فرمادیا اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ اپنے نبی کے سوا کسی دوسرے نبی کے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو انبیاء کے آخر میں انسانوں اور جنات کی طرف مبعوث فرمایا پس وہی چیز حلال ہے جس کو آپ نے حلال قرار دیا اور وہی چیز حرام ہے جس کو آپ نے حرام قرار دیا جو دین آپ نے بتایا اس کے علاوہ کوئی دین نہیں۔ ہر وہ چیز جس کی آپ نے خبر

دی وہ بھی ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور نہ ہی وہ خلاف واقع ہے۔

علامہ علاؤ الدین خازن اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے کہتے ہیں

وقيل اكمال الدين لهذه الامة انه لا يزول ولا ينسخ وان

شريعتهم باقية الى يوم القيامة ﴿تفسير خازن جلد 2 صفحہ 10﴾

اس امت کیلئے تکمیل دین سے مراد یہ ہے کہ یہ دین نہ ختم ہوگا نہ منسوخ، اور ان کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔

ایک شبہ کا ازالہ

قادیانی لوگوں کے اذہان میں ایک شبہ یہ پیدا کرتے ہیں کہ نبوت ایک نعمت ہے۔ ام سابقہ پر تو یہ نعمت جاری رہی مگر حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو ختم فرمادیا تو یہ اس امت کی نعمت سے محرومی ہے (العباد باللہ) یہ ایک بڑا مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سلسلہ نبوت کے ختم ہونے سے نعمت ختم ہوگئی۔ بے شک نبوت کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور نعمت سے محرومی تب ہوگی جب نبوت موجود نہ ہو، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سب سے بڑی نعمت کے طور پر موجود ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ نبی کریم ﷺ سے پہلے نبوت کا دائرہ محدود تھا، کسی نبی کی نبوت ایک علاقہ، ایک گاؤں، ایک شہر یا ایک ملک تک محدود ہوتی اور اس نبی کی نبوت پر ایمان لانا انہی لوگوں پر ضروری ہوتا، ایک ہی وقت میں زمین پر کئی نبی موجود ہوتے۔ جب آقائے کائنات کی نبوت کا زمانہ آیا تو اب زمان و مکان کی قید ختم ہوگئی۔ علاقے، رنگ و نسل کی تمیز بھی مٹ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور سب لوگوں کو نبی رحمت ﷺ کی رحمت کے سائے میں جمع کر دیا گیا، کہ زمانہ کسی بھی نبی کی نبوت سے مطلق بے نیاز ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قیامت

تک سارے زمانوں کو ایک ہی نبوت عطا کر دی گئی۔ آپ کی نبوت زمان و مکان کی ساری وسعتوں کو محیط ہے، اب ہر زمانے میں آپ کی نبوت موجود رہے گی۔ جب نعمت نبوت بدستور موجود ہے لوگ اپنی نوعیت و استطاعت کے مطابق رحمت عالم ﷺ سے فیض یاب ہو رہے ہیں تو نعمت سے محرومی کا سوال ہی نہ رہا۔

ختم نبوت رحمت ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اپنے ہم عصر انسان کی عظمت کو پہچاننا بڑی مشکل اور بصیرت کا کام ہے۔ جب انسان کسی بلند مقام پر فائز ہو اور پھر تاریخ میں ایک مسلمہ حقیقت بن جائے لوگ اس کے گردیدہ ہو جاتے ہیں مگر اپنے ہم عصر شخص کی عظمتوں کو پالینا بہت مشکل امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے سے پہلے انبیاء کو تو مانتے رہے مگر اپنے ہم عصر پیغمبر کا انکار کرتے رہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمتوں کے معترف رہے مگر بہت سے بد بخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکاری تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفعتوں کے قائل تھے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے تھے۔ بنی اسرائیل کے یہودی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اشخاص اولاً مومن تھے، وہ تورات و انجیل میں حضور سرور عالم ﷺ کی آمد کے تذکرے پڑھ کر مدینہ طیبہ آجے اور سرکار کی آمد کے منتظر تھے، لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ اعلان نبوت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو نبوت بنو اسماعیل میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے وہ تعصب اور حسد کا شکار ہو کر حضور سید عالم ﷺ کی نبوت کا انکار کر بیٹھے، اور اپنی بد بختی کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی کی آمد لوگوں کیلئے بہت بڑی آزمائش ہے کہ جب نیا نبی آئے تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو

سرور کائنات ﷺ کی بعثت پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا اور امت مسلمہ کو اس کڑی آزمائش سے بچالیا۔

ختم نبوت اور تکمیل دین نعمت و رحمت کے ساتھ ایک اعزاز بھی ہے، امت مسلمہ ہی نہیں غیر بھی اس کی اہمیت سے واقف ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب ان رجلا من اليهود قال له يا امير المؤمنين
آية في كتابكم تقرؤنها لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا
ذلك اليوم عيداً قال اى آية قال اليوم اكملت لكم دينكم و
اتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام ديناً قال عمر
عرفنا ذلك اليوم والمكان نزلت فيه على النبی ﷺ و هو قائم
بعرفة يوم الجمعة ﴿بخاری شریف جلد 1 صفحہ 11﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے کہا اے
امیر المؤمنین آپ لوگوں کی کتاب میں ایک آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے
ہیں اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن
کو عید بنا لیتے، حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کئی آیت ہے اس نے کہا ”الـیـوم
اکملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم
الاسلام ديناً“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ
کو بھی جہاں یہ آیت نازل ہوئی تھی، حضور ﷺ میدان عرفات میں کھڑے
تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

یعنی جو اعزاز امت مسلمہ کو حاصل ہوا دوسرے لوگوں کو تمنا اور خواہش کے باوجود بھی وہ
مقام حاصل نہ ہو سکا، لہذا ثابت ہوا کہ ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعزاز امت مسلمہ کیلئے ایک

نعت عظمیٰ ہے نہ کہ نعت سے محرومی۔

ان آیات سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ اب تکمیل دین کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿الصف: 9﴾

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرک برامائیں۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴿آل عمران: 19﴾
بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

چھٹی آیت کریمہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿الاحزاب: 40﴾

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا ارشاد فرما کر حضور سید عالم ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرما دیا۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے جس سلسلہ نبوت کا آغاز فرمایا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتھ اختتام و کمال کو پہنچ گیا۔ عقیدہ ختم نبوت ایک سو سے زائد آیات قرآنیہ اور متعدد احادیث کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ عہد نبوی سے لے کر آج تک امت مسلمہ نے کسی بھی جموٹے مدعی نبوت کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کیا۔ دور صحابہ سے لے کر

اب تک مسلمانوں نے ختم نبوت کا دفاع کیا اور اگر جان کی ضرورت پڑی تو بے دریغ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی ہار گاہ مصطفیٰ میں تحفظ ختم نبوت کیلئے پیش کیا۔

تفسیر القرآن بالحدیث

قرآن حکیم میں جو احکام بیان ہوئے، ان کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور قرآن حکیم کی جن آیات کے معانی و مفاہیم خود رسول اللہ ﷺ نے متعین فرمادیے، اب کسی بھی دوسرے شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اس آیت کی کوئی تاویل کرے۔ خود مرزا نے بھی طرق تفسیر بیان کرتے ہوئے اسی بات کو تسلیم کیا ملاحظہ کیجیے:

اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا تردد قبول کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔ ﴿ہرکات الدعاء صفحہ 18﴾

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جب مرزا خود بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ جس آیت کا معنی رسول اللہ ﷺ بیان فرمادیں تو ہر مسلمان کو بلا توقف تسلیم کر لینا چاہیے تو مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کا معنی خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به و یعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین ﴿مسلم کتاب الفضائل جلد 2 صفحہ 248﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر تعمیر کیا اور اس کی خوب آرائش کی مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آکر اس مکان کے گرد دھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہنے لگے! یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت) کی آخری اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

عن جبير بن مطعم عن ابيه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحی بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی و انا العاقب و العاقب الذی لیس بعده نبی ﴿مسلم کتاب الفضائل جلد 2 صفحہ 261﴾
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ کفر کو مٹایا جائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

عن ثوبان حدثه انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول سیخرج فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم الانبیاء لا نبی بعده ﴿مسندک کتاب الفتن جلد 5 صفحہ 362﴾
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا میں نبی ہوں (سن لو) میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

عن اسماعیل قال قلت لابن ابی اوفی رأیت ابراهیم ابن النبی ﷺ
قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش
ابنه ولكن لا نبی بعده ﴿بخاری کتاب الادب جلد 2 صفحہ 914﴾
اسماعیل نے حضرت ابن ابی اوفی سے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کے
صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا وہ چھوٹی عمر میں
وفات پا گئے تھے اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی
ہو سکتا ہے تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ متعدد وجوہ کی بنا پر بیٹا باپ کا جز ہوتا ہے وہ شکل و صورت، اخلاق و
عادات وغیرہ میں باپ سے مماثلت رکھتا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے کئی انبیاء کرام کے
صاحبزادے بھی نبی ہوئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام، حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام چونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر
سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ اسی حکمت کی بناء پر حضور سید عالم ﷺ کے صاحبزادے چھوٹی
عمر میں وصال فرما گئے، کوئی بھی سن بلوغت کو نہ پہنچا۔ اسی لیے قرآن حکیم میں آپ کے کسی
بالغ مرد کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔

لفظ خاتم کا معنی

قادیانی حضرات نے خواہش نفس کے تابع ہو کر لفظ خاتم کی من گھڑت تعبیر و
تشریح کر کے اپنے دعویٰ مذمومہ کو ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی حالانکہ امت مسلمہ کے
اہل علم کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی آخری نبی متعین ہے، اور اس پر امت مسلمہ کا اتفاق
ہے علامہ یعقوب فیروز آبادی لکھتے ہیں:

والخاتم من کل شیء عاقبتہ و آخرتہ کخاتمته و آخر

القوم كالخاتم القاموس المحيط صفحہ 991 ﴿
اور خاتم کسی شے کے آخر میں آنے والا اور کسی شے کا اخیر خاتمہ کی طرح، آخر قوم
خاتم کی طرح

یونیس معلوف خاتم کا معنی بیان کرتے ہیں:

الخاتم والخاتم عاقبتہ کل شیء المنجد صفحہ 119 ﴿
خاتم اور خاتم ہر چیز کے آخر اور انجام کو کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوة ای تممها بمعینہ

﴿المفردات صفحہ 149﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے سلسلہ نبوت کو
ختم فرمادیا یعنی اپنی بعثت سے مکمل فرمادیا۔

علامہ ابن منظور افریقی خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الخاتم والخاتم (بکسر التاء وفتحها) من اسماء النبی ﷺ و فی

تنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول

اللہ و خاتم النبیین ای آخر ہم ﴿لسان العرب جلد 5 صفحہ 19﴾

خاتم اور خاتم نام کی زیر اور زیر کے ساتھ یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کے اسماء

میں سے ہیں اور کتاب عزیز میں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے

باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پہلے۔

علمائے امت

علمائے امت نے امت مسلمہ کی راہنمائی کیلئے قرآن و سنت سے استفادہ کرتے

ہوئے مسائل کو اخذ کیا اور ان کے معانی و مفہیم امت کے سامنے بیان کیے تاکہ امت تک قرآن و سنت کا صحیح مدعا پہنچ سکے۔ مذکورہ آیت کریمہ کے ذیل میں جید مفسرین کرام کی آراء ملاحظہ کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ختم اللہ بہ النبیین قبلہ فلا یکون نبی بعده ﴿تفسیر ابن عباس صفحہ 446﴾
(خاتم النبیین) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر
سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا پس آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

امام جعفر بن جریر طبری

(خاتم النبیین) الذی ختم النبوة فطبع علیہا فلا تفتح لا حد بعده الی
قیام الساعة ﴿تفسیر طبری جلد 22 صفحہ 22﴾
یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی پس وہ قیامت تک آپ کے
بعد کسی پر نہ کھولی جائے گی۔

امام فخر الدین رازی

(خاتم النبیین) وذلك لان النبى الذى يكون بعده نبى ان ترك
شیا من النصیحة والبیان يستدرکه من یاتى بعده اما من لا نبی
بعده یکون اشفق علی امتہ و اهدى لهم واجدى اذ هو کوالد
لولده الذى لیس له غیرہ من احد ﴿تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 171﴾
یہاں خاتم النبیین اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر
صحیح اور بیان میں کوئی کمی چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے مکمل

کرتا ہے لیکن جس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ آنے والا ہو وہ اپنی امت پر بہت شفیق ہوتا ہے اور انہیں واپس اور کامل راہنمائی عطا کرتا ہے کیونکہ اس کی مثال ایسے باپ کی طرح ہوتی ہے جو جانتا ہو کہ اس کے بعد اس کے بیٹے کی نگہداشت کرنے والا کوئی سر پر نہیں۔

علامہ ابو عبد اللہ قرطبی

(خاتم النبیین) قال ابن عطیة هذه الالفاظ عند جماعة علماء الامة سلفا و خلفا فتلقاء على العموم الثام مقتضية نصا انه لا نبی بعده ﷺ و قراء ابن مسعود من رجالكم ولكن نبيا ختم النبیین ﴿تفسیر قرطبی جلد 14 صفحہ 173﴾ ابن عطیہ نے کہا ہر دور میں علمائے امت اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ الفاظ اس بارے میں نص ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ابن مسعود کی قرأت میں ہے لیکن وہ نبی ہیں جنہوں نے سلسلہ نبوت کو ختم کیا۔

علامہ ابن کثیر

فهذه الآية نص في انه لا نبی بعده واذا كان لا نبی بعده فلا رسول بعده بالطريق الاولى والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 495﴾ یہ آیت کریمہ اس مسئلہ میں نص ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جب نبی نہیں آئے گا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں آئے گا کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے۔

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی

(خاتم النبیین) ای اخرهم یعنی لا ینبأ احد بعده و عیسیٰ ممن نبی قبله و حین ینزل، ینزل عاملاً علی شریعة محمد ﷺ کانه بعض امته ﴿تفسیر مدارک التنزیل جلد 3 صفحہ 34﴾ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے انبیاء میں سے ہیں جب وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے تو وہ شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔

علامہ علاؤ الدین خازن

(خاتم النبیین) ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده ای ولا معه قال ابن عباس یرید لولم اعتمد به النبیین لجعلت له ابناً یكون بعده نبیاً و عنه ان الله لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولداً ذکراً یصیر رجلاً ﴿تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 424﴾ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذات رسول ﷺ پر نبوت کو ختم فرمادیا، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہوگا (یعنی آپ کی نبوت میں کسی قسم کی شراکت یا حصہ داری نہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی حکمت یہ ہے کہ اگر میں آپ پر نبوت ختم نہ کرتا تو آپ کو ایسا بیٹا دیتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا، آپ ہی فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس

کا تقاضا یہ تھا کہ وہ آپ کو ایسا بیٹا نہ دے جو بلوغت کی عمر کو پہنچے۔

علامہ اسماعیل حقی

(خاتم النبیین) و قوله عليه السلام لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا

نبی یكفر لانه انكر النص و كذا لك لو شك فيه لان الحجة تبين

الحق من الباطل ومن ادعى النبوة بعد محمد لا يكون دعواه الا

باطلا ﴿تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ 188﴾

خاتم النبیین اور حضور کے فرمان ”لا نبی بعدی“ اس کے بعد جس نے کہا

ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے

نص کا انکار کیا۔ اسی طرح اس مسئلہ میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا،

اس لیے کہ دلیل نے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔ جس شخص نے حضور نبی کریم

ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کیا اس کا دعویٰ باطل ہے۔

ان چند حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اس آیت کریمہ کی

تفسیر میں ابتداء سے لے کر آج تک مفسرین کرام کا موقف یہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، وہ یہ بات اتنے وثوق اور

قطعیت سے کہتے ہیں کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ذخیرہ تفاسیر سے کوئی بھی تفسیر

اٹھالیں، اس آیت کریمہ کے ذیل میں یہی بات درج ہوگی کہ حضور نبی کریم ﷺ پر سلسلہ

نبوت ختم کر دیا گیا، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قادیانی فتنہ کے بعد والے مفسرین پر تو یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جانبداری

اور تعصب سے کام لیا لیکن پہلے والے تمام مفسرین کی اس متفق علیہ تفسیر کے متعلق کیا کہا

جائے گا؟ نہ تمام صرف اہل علم ہی نہیں، بلکہ تقوٰی اور ہر مکاری کے کوہ جمال تھے۔ دامت

اسلام اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ان کی وابستگی مسلم ہے اور بعد میں آنے والے اہل علم ان کی عظمتوں کے معترف ہیں۔

قادیانی چال

احادیث، لغت اور علماء امت کے حوالے سے ما قبل سطور میں ”خاتم النبیین“ کا معنی بیان ہوا لیکن مرزا کذاب اور اس کی ذریت نے کتاب و سنت اور اجماع امت کا انکار کرتے ہوئے من گھڑت تاویلات کیں اور اپنے مذموم مقاصد کو کج کالبادہ دینے کی کوشش کی۔ مرزا کذاب لکھتا ہے:

اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ ﴿حقیقۃ الوحی صفحہ 96﴾

مرزا بشیر قادیانی خاتم النبیین کے تحت لکھتا ہے

یعنی آپ کی تصدیق کے بغیر اور آپ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ﴿تفسیر مغیر ص 551﴾

یہ بات تو ظاہر ہے کہ ”نبیوں کی مہر“ مرزا قادیانی کی ذہنی اختراع ہے اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ خاتم یا خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوں تو لازمی طور پر اس کا معنی آخری ہی ہوگا۔ لیکن یہ ترجمہ کر کے بھی قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت نہیں کر سکتا۔ ان فقرات کو ملاحظہ فرمائیے۔

کیا زید کی مہر کا مطلب یہ ہوگا کہ اس مہر سے اور زید ایجاد ہوتے ہیں؟ کیا دوسرے جملہ سے یہ مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس مہر سے عدالتیں تیار ہوتی ہیں؟ کیا تیسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ قاضی کی مہر سے قاضی تیار ہوتے ہیں؟ ہر ذی شعور پر واضح ہے کہ یہ مفہوم صریحاً غلط ہے تو پھر خاتم النبیین کا معنی ”نبیوں کی مہر“ کر کے یہ مطلب کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایسی مہر سے نبی بنتے ہیں، نحو کی رو سے خاتم النبیین مضاف اور مضاف الیہ ہیں۔ دنیا کی کسی لغت میں ایسا مضاف موجود نہیں جو مضاف الیہ کا خالق و موجد ہو۔ لیکن جہاں ایمان بیچنا قابل فخر رسم ہو، عزت و حرمت سے زیادہ مال و زر کی وقعت ہو اور ضمیر فروشی کی قیمت وصول کر کے اس پر جشن منایا جائے وہاں علم و فن اور عقل و فہم کا کیا کام۔

دوسرا اور

مثلاً مشہور ہے کہ ایک جھوٹ کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں یہی حال قادیانیوں کا ہے۔ کیونکہ دل تو ان کا بھی گواہی دیتا ہوگا کہ مرزا کذاب ہے، لیکن وہ اس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کیلئے کئی جتن کرتے ہیں مرزا بشیر قادیانی لکھتا ہے:

لوگوں نے ”نبیوں کی مہر“ کی جگہ آخری نبی کے معنی لیے ہیں مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آتا..... اس کے علاوہ اگر اس حدیث کو لیں کہ آدم ابھی پیدا نہیں ہوا تھا تب بھی میں خاتم النبیین تھا تو بھی شجرہ انبیاء میں رسول کریم ﷺ کو مقام کے لحاظ سے اوپر کی جگہ حاصل ہے پس جب رسول کریم ﷺ معراج میں سب سے اوپر گئے تو مقام محمدی آخری نبوت کا مقام بنا اس طرح بھی وہی معنی ٹھیک رہے جو ہم نے کیے یعنی ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے۔

﴿تفسیر صغیر صفحہ 551﴾

ہے، دین کو خواہش نفس کے تابع کیا جا رہا ہے، کتاب اللہ میں من مانی تحریف کر کے اپنے جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہر حال سوال یہ ہے کہ قادیانی جب رسول اللہ ﷺ کو افضل الانبیاء مانتے ہیں جیسا کہ مرزا بشیر کی عبارت سے ظاہر ہے تو جو نبیوں کا سردار ہے، سب رسولوں سے افضل ہے، اس کا فرمان ویشان قادیانی کیوں نہیں مانتے؟ کیا اس حدیث میں بھی خاتم النبیین کا معنی ”نبیوں کی مہر“ ہی کیا جائے گا۔

قال رسول الله ﷺ سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي

قادیانی اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو افضل الرسل مانتے ہیں تو وہ آپ کے فرمان کے مطابق مرزا کو کذاب جانتے ہوئے اس پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور سب رسولوں سے افضل رسول کی شفاعت کے مستحق بن جائیں۔

اجرائے نبوت کے قادیانی دلائل کا تجزیہ

قادیانیت کی پیدائش کا بنیادی مقصد ملت اسلامیہ کے اندر انتشار تھا۔ انگریز نے مرزا کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ خدمت انگریز کی ترغیب کے ساتھ سادہ دل مسلمانوں کے ایمان کو بھی ضائع کرے، تو سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام ترویج میں پھنسانے کیلئے مرزا نے قرآن حکیم کا بھی سہارا لیا۔ مرزا اور اس کی ذریت نے قرآن حکیم سے بھی اجرائے نبوت کو ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی۔ جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا، ان کا تجزیہ ملاحظہ کیجیے۔

پہلا استدلال

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اور اگر ہر روزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس

کے کیا معنی ہیں

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

﴿ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3﴾

تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ اس کا جواب یوں رقم فرماتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ ہمارے کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی ہم بھی ان کی مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدھے راستہ پر چلنے سے تیری حب و انس اور رضا و لقا کو پالیں۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء و رسل گزشتہ کا مقام نبوت و رسالت حاصل کر لیں۔ یا بسبب کمال اتباع کے ان لقب مخصوص کے مستحق بن جائیں۔ کیونکہ نبوت و رسالت مع لوازم اپنے القاب ہوں یا احکام خاصہ۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط سے تعلق رکھتے ہیں یعنی موہوبی ہیں نہ کہ کسی۔ اور بہ سبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ اور حسنین کریمین اور اولیاء سلف رضوان اللہ اجمعین بڑا استحقاق رکھتے تھے

﴿سیف چشتیائی صفحہ 25﴾

دوسری استدلال

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمَتُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے جن لیتا ہے سو تم اللہ پر اور اس کے

﴿تفسیر صغیر صفحہ 103﴾

رسولوں پر ایمان لاؤ

اس آیت کریمہ کا کوئی تفسیری حاشیہ تو نہیں کہ معلوم ہو سکے، مرزا ابیہر قادیانی نے

اس آیت سے کیسے استدلال کیا البتہ اجرائے نبوت کے عنوان میں یہ آیت

درج ہے۔

کسی نے مسخرے سے کہا کہ تم نماز نہیں پڑھتے، اس نے جواب دیا: قرآن میں ہے لا تقربوا الصلوٰۃ اس شخص نے کہا آگے پڑھو۔ مسخرہ کہنے لگا اس حکم پر تو عمل ہو جائے پھر آگے دیکھ لیں گے مرزا ابشر بھی اس مسخرے سے کچھ کم نہیں جہاں رسول کا لفظ آیا جھٹ مرزا کذاب پر چپاں کر دیا کہ دیکھو یہ مرزا کی تائید ہو رہی ہے آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ﴿١٧٩﴾

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ رسولوں کے مقام و مرتبہ کو بیان فرما رہا ہے کہ ان کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رسل عظام کو کس شان کے علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے، اور لوگوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا ایمان لاؤ لیکن

۔ اعدائے کفر و کفر میں بڑی دور کی سوچھی

کے مصداق مرزا ابشر قادیانی آیت کے آخری حصہ سے اجرائے نبوت کا عقیدہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے، اور آیت کا پہلا حصہ ہضم کرنا چاہتا ہے۔

تیسرا استدلال

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿النساء: 69﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل

ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

قرآن کریم میں مَسَّع کا لفظ ہے جس کے معنی ساتھ کے ہیں مگر مَسَّع کے معنی مَسَّع کے بھی ہوتے ہیں اور وہی ہم نے یہاں بیان کیے ہیں ﴿تفسیر صغیر صفحہ 119﴾ لفظ مَسَّع کو مَسَّع کے معنی میں لاکر قادیانی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ مقام نبوت پر فائز ہو سکتا ہے، دلیل میں یہ آیت پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان میں نقب زنی کی کوشش کی گئی۔ اس آیت کریمہ کے پس منظر میں مفسرین کرام نے جو واقعات درج کیے ان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جب صحابہ کرام ؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ جنت میں ہم کیسے آپ کی زیارت کر سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والے جنت میں اس طرح رہیں گے کہ وہ ان پاکباز لوگوں کی زیارت سے مستفید ہو سکیں گے اور اس سے یہی معیت مراد ہے۔ لیکن جب عقیدہ پہلے بنالیا جائے اور دلائل پر وہ عقیدہ ٹھوسا جائے تو پھر حالت یہی ہوتی ہے جو قادیانیت کے دلائل کی ہے۔

نبوت وہی چیز ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے کسی چیز نہیں کہ انسان اطاعت و فرمانبرداری اور مشقت و ریاضت سے اسے حاصل کر لے۔ اگر بالفرض مرزا بشیر قادیانی کی اس دلیل کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی یہ آیت انہیں مفید نہیں، اس لیے کہ آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے تو ساری عمر انگریز کی اطاعت و غلامی میں گزاری۔ اس بابت مرزا نے خود لکھا:

میں برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جس میں بار بار لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے

ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اس کو رنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہو جائیں گے اور جہاد اور خوبی مہدی کے انتظار وغیرہ میں بے ہودہ خیالات سے جو قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دستبردار ہو جائیں ﴿ترياق القلوب صفحہ 307﴾ کتنی عجیب بات ہے کہ غلامی فرنگ کا طوق گلے میں ہو، شرافت پاس سے بھی نہ گزری ہو، ضمیر فردوسی کے کاروبار کو ساری عمر ترجیح حاصل رہی ہو اور وہ شخص دعویٰ نبوت کر کے اپنے آپ کو انسانیت کی راہنمائی کیلئے پیش کرے۔

وہ نبوت ہے مسلمانوں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

چوتھا استدلال

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ

اللہ فرشتوں میں اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں میں سے بھی

﴿تفسیر صغیر صفحہ 432﴾

مرزا بشیر نے تو صرف اجرائے نبوت کے عنوان میں اس آیت کو ذکر کیا لیکن ابوالخطاء جالندھری کا استدلال ملاحظہ ہو:

اس آیت میں لفظ یصطفی مضارع ہے جو استمراری طور پر حال اور مستقبل کیلئے مستعمل ہوا..... پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی سنت مذکور ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب فرماتا رہتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا

کہ خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی

کے رسول بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ﴿القول السبین صفحہ 40-41﴾
جواب: ایک عام قانون ہوتا ہے پھر اس میں تخصیص کردی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿الدھر: 2﴾

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ

ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّا خَلَقْنَكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثٰی

ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا

یہ قانون فطرت ہے کہ مرد و عورت کے اختلاط سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور یہی قانون قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس طرح نہیں ہوئی یہ ”وَلَنْ تَجْعَلَ لِنِسَاءٍ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا“ کے خلاف ہرگز نہیں بلکہ عام قانون ثواب بھی یہی ہے لیکن یہ دونوں تخصیص کی وجہ سے اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔

”اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلَائِکَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ“ میں ایک عام ضابطہ بیان ہوا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت ختم نبوت کے ساتھ اس قانون کی تخصیص بیان فرمادی، کہ اب سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

ابوالعطا جالندھری نے یہ قانون کہاں سے اخذ کر لیا کہ مضارع استمراری طور پر حال اور مستقبل کا معنی دیتا ہے؟ مضارع سے دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت مضارع سے دونوں معنی مراد لیے جائیں۔ کسی خارجی دلیل اور سبب کی وجہ سے ایک زمانہ کی تخصیص بھی کی جاسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ﴿البقرة: 30﴾

اس آیت کریمہ میں یُفْسِدُ اور یُسْفِكُ دونوں مضارع کے صیغے ہیں اور دونوں جگہ صرف مستقبل کا معنی مراد ہے۔

ختم نبوت پر متعدد واضح آیات و احادیث موجود ہونے کے باوجود جو جماعت مضارع کے صیغوں سے اجرائے نبوت ثابت کر کے بغلیں بجائے تو اس پر سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ خدا جب ایمان لیتا ہے شہادت آہی جاتی ہے

اسی طرح دیگر آیات کے معانی و مفاہیم میں تحریف اور قطر برید کر کے قادیانی اجرائے نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ پہلے مرزا کی نبوت کا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور پھر قرآن مجید سے مرزا کی نبوت کے دلائل ڈھونڈتے ہیں، حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ پہلے وہ قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے پھر اس کے معانی و مفاہیم کیلئے امت مسلمہ کا اجماعی موقف سامنے رکھتے، پھر کسی نئی نبوت کو اس معیار پر دیکھتے تو یقیناً وہ گمراہی کی تاریک وادیوں سے بچ جاتے اور قرآن حکیم کے معانی میں تغیر و تبدل نہ کرتے۔ لیکن قادیانی قرآنی آیات کو ان کے سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں، بہت دور کی کوٹیاں ملا کر اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانی قرآن سے عقیدہ تلاش نہیں کرتے، بلکہ اپنے بنائے ہوئے عقیدہ کو قرآن پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اگر کوئی بندہ قرآن حکیم کا بغیر تعصب کے مطالعہ کرے تو قرآن حکیم سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر نبوت، رسالت اور وحی کے سلسلہ کو مکمل فرما دیا گیا، آپ کے بعد

یہ سلسلہ منقطع ہے۔ جب کتاب الہی اور احادیث رسول میں اجرائے نبوت کا کوئی ثبوت نہیں تو ایک تھکنہ شخص کیلئے اتنا ہی کافی ہے، وہ یقین کرنے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے اور نہ رسول ہوگا۔ اتنے دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی کم فہم ختم نبوت کو نہ مانے اور دعویٰ نبوت کرے تو وہ دجال، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو ایسے شخص کی تہلیل کریں وہ بھی داخل گروہ کفار ہیں۔ اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جو شخص اتنے دلائل و براہین کے باوجود تشکیک کا شکار ہو کر ایسے لوگوں سے تعلق قائم کرے جو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں، تو وہ شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نعت بالخیر

☆☆☆

جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ انک

- جامعہ اہلسنت کی عظیم معیاری درسگاہ ہے۔
- جامعہ میں اس وقت 150 کے قریب طلباء زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔
- جامعہ میں محنتی اساتذہ خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔
- جامعہ کی خوبصورت مسجد میں 1000 کے قریب نمازیوں کی گنجائش ہے۔
- جامعہ کی لائبریری میں 350 کے قریب کتب دعوتِ مطالعہ پیش کر رہی ہیں۔
- آئیے صدقات، عطیات، زکوٰۃ کی صورت میں جامعہ کی معاونت کر کے خدمتِ دین کے اس قافلہ میں شامل ہو جائیے۔

مولانا غلام مرتضیٰ

ناظم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن